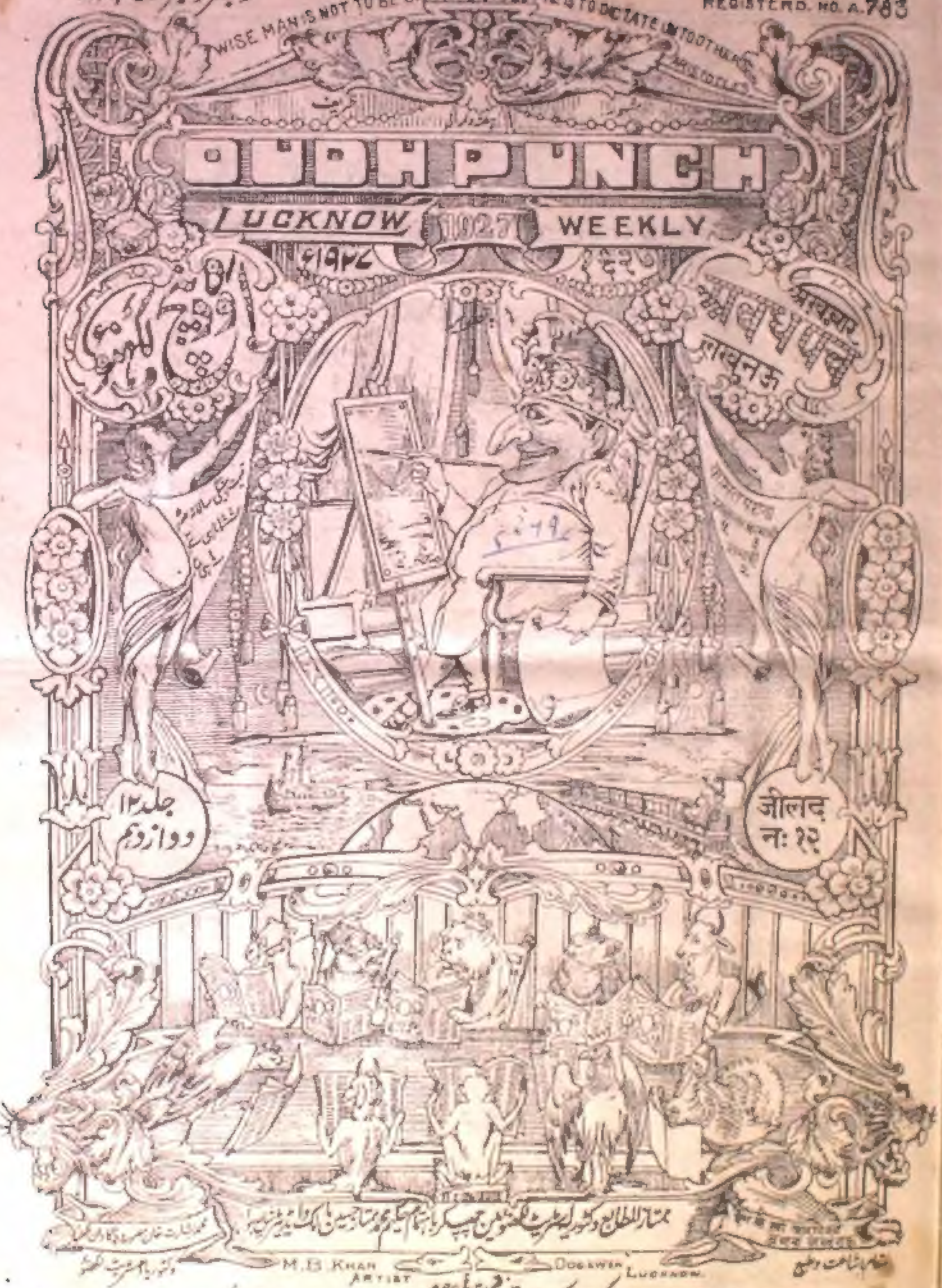
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳ REGISTERD. NO. A.783



اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کی ترقی کا راز صفائی معاملات اور نفاست ہے

مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے حسب مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلاقیمت جاری کروالین۔ دام درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا داری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گڑبڑ ہوجاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دو تین نئے پر نیازمند مینجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرماتین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عذر تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین مینجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اونکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شایع ہونگے اور اونکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین اونھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ادنکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۵

مضامین غیر

(۲۶ نومبر سنہ ۱۹۳۷ء)

پریم پیالے

(از جناب اکبر خاں صاحب اختر۔ کاکوروی)

ایک مدرسہ شاعر نے اپنی نظم بغرض اشاعت روانہ فرمائی ہے۔ نظم میں جنس بھیرویں ہے۔ ماں کھیتی، باپ عربی۔ آجکل شاعری کے کھیت میں ایسی ہی بھیرویں کھوں کرتی پھرتی ہیں۔ جا و لی مستی کی ترنگ میں خود ساختہ کھود دیا کی گت پر جو سنا ہمارے پرانے دوست ڈاکٹر اقبال صاحب نے لوگوں کو سکھایا۔ جس صنف نظم کے موجد صاحب موصوف خاص طور پر ہیں اکثر منشی کو صہبائے الفت فرض کر کے اور دنیا کو عام دعوت دیتے ہیں ؎

ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

ساقر دور میں موزوں کے خاک اڑتی ہے۔ نہ ساز درست ہے نہ کیفیت۔ انگریزی اور ہندی میں "کام" اور "رسے" باوجود حرف صحیح ہونے کے دوسرے صحیح حرف کے ساتھ کسی حرکت یا حرف علت کی مدد کے بغیر مل جاتے ہیں۔ مثلاً پریت اور پریم وغیرہ میں "پ" اور "ر" کے درمیان کوئی حرکت نہیں تسلیم کی گئی۔ اس نظم کا وزن پورا نہ ہوا تھا "پریم" کی "ر" نے تھوڑی سی مجبوری اور زیادہ کر دی کیونکہ اردو میں اگر پریم اور پریت کی جگہ پیم اور پیت کہیں گے "ر" متروک ہو جائیگی یا "پ" کو زیر دیجئے اور پریت کہیئے۔ بہرحال "عجیب" اور "اجنبی" پر توجہ کی عادت عمر نا دنیا کو ہوتی ہے اسلیئے ہم نے بھی یہ نظم شائع کر دی کوئی صاحب یہ نہ سمجھیں کہ ہم اردو کی اس غیر جیسی روش پر صاد کرتے ہیں یا اس روش کی تقلید ہونی چاہیئے یہ بیرادری کے کچھ نہ ہوں۔

غالباً جناب مصنف "اودھ پنچ" کے حال سے واقف نہیں ہیں یہ ہمیشہ تحسینی جملوں اور تشکر آمیز تمہیدی فقروں کے ساتھ دوسروں کی طرح لطائف افکار کی داد دیتے ہیں۔ "از جناب نو آیدا اشتری" "پریم سویکت" "آگ ہے جو کہیں گی" پہ کہیں گئی ہے۔ اگر نظم کی روانی میں کسی لفظ کی مسلسل میں جھول آنے لگے تو اردو کی تعریف ہو جاتی ہے مثلاً۔ اگیا۔ اگنتی۔ اگنتا۔ اگو نوی۔ اگھڑ یا جو مزاج میں آتا جلتا کوئی لفظ ہو جس طرح کہ سویت آ جائے نظم کا وزن پورا کر دیا گیا ہے۔ مثلاً

"او بسنے میں آنے والے"

اسے یوں پڑھیے:-

او بسنے سب میں آنے والے

یا اس طرح پڑھیے۔

او بسنے میں ہی آنے والے

یا اس طرح۔

او بسنے میں آ آنے والے

آخر حضرت نے ایک "پی" کی جگہ "پی پی" کی تکرار بجمال وزن ہی کر کی ہے زیادہ مناسب تھا اگر ترجیع کا مصرعہ "آ پی پی پی پی پی پی پی" یا "پی پی پی پی پی پی پی" ہوتا تب بھی کچھ مضائقہ نہ تھا۔ "پنچ"

او ہجر میں تڑپانے والے	او من کو ترسانے والے
او دل میں بس جانے والے	او بسنے میں آنے والے

آ پریم پیالے پی پی لیں

او روپ دھنی او من موہن	او تو ہرہرنے والے من
آ تجھ پر واروں تن من دھن	آ ہو جائیں اک جان دو تن

آ پریم پیالے پی پی لیں

آ دنیا اور بسا لیں ہم	دنیا سے الگ ہو جائیں ہم
آ پریم سے نیسہ لگا لیں ہم	آ پریم کی جوت جگا لیں ہم

آ پریم پیالے پی پی لیں

اس منڈل کو تیاگیں یکسر	اور چل کے بسا لیں پریم نگر
سے پریم نگر کی دیکھ ڈگر	وہ سامنے ہے من کا مندر

آ پریم پیالے پی پی لیں

العشق کا ہر دم سمرن ہو	بس اس مالا کا جاپن ہو
ہم ہوں اور پریم کا دامن ہو	اور پریم ہی پریم کے کارن ہو

آ پریم پیالے پی پی لیں

اک پریم کی بہتی گنگا ہو	ننھی سی پریم کی کٹیا ہو
کاندھے پہ پریم کا دھاگا ہو	ماتھے پر پریم کا ٹیکا ہو

آ پریم پیالے پی پی لیں

آ پریم میں رنگ لیں ہم دامن	اور پریم بھبوت لگا لیں تن
ہو پریم کی دھونی پر آسن	اور پریم کی ہم سلگا لیں اگن

آ پریم پیالے پی پی لیں

آ عشق کے میخانے میں چلیں	ملے عشق کے خم کے خم پی لیں
سدھ بدھ نہ رہے یوں مست بنیں	پھر سارے گیان کے بھید کھلیں

آ پریم پیالے پی پی لیں

آ ہجر میں یوں تڑپا نہ کہیں	صدمے یہ جدائی کے نہ سہیں
فرقت کی اگنی میں نہ جلیں	نالے نہ کریں آہیں نہ بھریں

آ پریم پیالے پی پی لیں

آ پریتم سُن سے من بھر لین — آ موتیون سے دامن بھر لین
آ پریت کی باتین کر کر لین — آ پریم کے ساغر بھر بھر لین
آ پریم پیالے پی پی لین

اک جان اک تن ہو جائین آ — مل جائین جیسے دو دریا
مٹ جائے تو مین کا جھگڑا — مین تو ہو لون تو مین ہو جا
آ پریم پیالے پی پی لین

اصغرؔ ہین اُن کے بھاگ بڑے — وہ پریتم پیارا جن سے ملے
جو پریم کی راہ مین خاک ہوے — وہ جی کے مرے وہ جی کے جیے
آ پریم پیالے پی پی لین

"ہر جا کہ شتر می برد"

اک نہ اک عارضہ رہا عارض
دردِ سر کم ہوا بخار آیا

حضرت پنچ۔ ڈاکٹر نوبی کو ہتی ایک تجربہ کار ڈاکٹر ہین اونکا نظریہ کہتا ہے کہ دردِ سر بخار ہے۔ اور بخار دردِ سر تمام بیماریان ایک ہی نسل سے ہین۔ کل عارضے ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین۔ مہاتما گاندھی ملکی بیماریون کا ایک ہی علاج تجویز فرماتے ہین بھوک ہے تو چرخا کاتو بدہضمی ہے تو چرخا کاتو پیاسے ہو تو چرخا کاتو۔ مچھر ستائے تو چرخا کاتو مرتے ہو تو چرخا کاتو۔ گھوڑا شریر ہو تو چرخا کاتو۔ نوبی کو ہتی صاحب جسمانی بیماریون کو ایک ہی لکڑی ہانکتے ہین۔ پھوڑا ہو تو نمالو۔ پڑوس مین کوئی گانا ہو اور نیند نہ آسکے تو نمالو نبی کاٹ کھائے تو نمالو۔ لڑکا کنکوا زیادہ اُڑائے تو نمالو۔

بس تعجب کیا ہے اگر ہمارے شیعہ کالج کی تمام کمزوریون کا ایک ہی مداوا ہو یعنے جس طرح ملکی آفتون کا علاج چرخے مین اور جسمانی اسقام کا ازالہ غسل یا نبی مین مضمر ہے اوسی طرح شیعہ کالج کی برائت شتری خصوصیات سے وابستہ ہین۔ اب تک شیعہ کالج صاحب کیا کرتے رہے ہے مکابرت بمصر "سرفرازؔ" و محاورہ "پنچ" ملاحظہ فرمایئے۔

غمزہ۔ یعنے گردن دم کی طرف لیجاکے وزن ناپنے اور بیخودی کی حال مین بیٹی ٹانگین اٹھا کر نامس مرغولے کی رقص نما حرکت سے مسرت ملاقات کو ظاہر فرمایا۔ خیر تماشا کے غمزہ بھی چشم بد دور وہ نتھیں ملاقات کی نگاہ بچہ



اودھ پولیٹیکل کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ
دارو دے تخسیت دفع مرض

محدود رہا جو اس انداز خاص کی قدر جانتے تھے۔

الکاشر مجی التماعو۔ یعنے میگنی بازی مین داؤن جیتنے کی کوشش۔ چار چنگینیان دُنیا کے چارون گوشون پر پھیلا مین اور دعوے کر دیا دیکھو انبار لگا دیے ہین سے

لگا دیے ہین زمانے مین میگنی کے ڈھیر
دکھا دو ڈھیر یہ فیفٹے کے تک جیتو گے

خارکشی برائے نہادن حمل و درستی اشتر ل۔ سر جھکا ہوتا تو زین سج جاتی۔ وہان تو گردن کاکس مریخ کی تمرین زحل کے مُنہ کا دکھا رہا تھا آج تک انتظار ہے کہ کوئی بالائی دفتی گرہ مل جائے تو مطلب کی بات ہاتھ آئے۔ پرسون وائرلیس ٹیلیگرافی کے ذریعے سے پیام سلام رہا "کیون جی تمہاری فضا مین نکیل نوٹون کے واسطے بھی جگہ ہے؟ بڑھائین گردن۔ لیکائین تو حقن؟ کوئی خطہ وقف بھی ہے یا "ڈیل ڈول گنبد آواز و جسس" مگر جواب یہی ملا کہ بس وہین رہیے۔ یہان انگریزی عملداری نہین۔ یہان خطاب بھی نہین بٹتے۔ یہان کوئی میر علی ضامن صاحب بھی نہین۔ یہان کوئی ایسا ندائی بھی نہین جو اپنے گھر کی بدنامی پسند کرے اور جمیع قلت کے وزراندبریک مساوی افراد کی اتفاقی ملاقات "مہتمم باشان جلسۂ اُمنائے کالج" کا لقب عنایت فرمائے۔ مرتی اعتماد کے رزولیوشن پاس کرے "مین اور میرا نا سب ہی لوگ رو تا"

جب یہ تمام خصائص شتری بفضل خدا اس کالج مین موجود ہین اور لازمۂ ذات بھی ہین تو یہہ خیر کچھ زیادہ قابل اطمینان معلوم نہین ہوتی کہ عنقریب ہمارے شہر کے مشہور و معروف رئیس راجہ صاحب سلیم پور اسکی انصرامی نکیل تھامنے والے ہین بایں معنی کہ شتر بے مہار گستہ نکیل مضبوط ہوتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا شتر سواری کی تھوڑی سی مہارت کافی ہوتی۔ خصائص شتری کا انفکاک ذات کالج سے محال ہے۔ تکمیل ہونے کا نقصان یہ ہوگا کہ سوار صاحب سواری کے تابع فرمان ہو جائینگے۔

"کیون خدا وند کدھر کا قصد ہے؟"

"جدھر اونٹ لے جائے"

کام درست جب ہوگا جب نکیل پر زور ہو۔ خصائص شتری و لوازمات خصوصی و بیماری خسائی ختم فرمائے جواب کے وقت پہر کی شیان و سوالی کی دوسری صحت کو نہین گم ہو سکی

نوٹ: ہم دل جلا صاحب پنجابی سے دریافت کے قائل ہیں:-

(۱) کیا زحل اور مریخ والے زمین والوں ویسا ہی نہیں آدمی کے حال سے بالکل بے خبر ہیں جو دونوں سے زیادہ تفصیلی جواب نہ دیا ہمیں یہ سکے۔

یہاں بعض کسی کام میں "آنریری مجسٹریٹ" یا آنریری جوائنٹ سکریٹری کی دم بڑھ جاتی اور ایک اچھے خاصے چلتے پھرتے جانگھیا پہنے خوشحال کام پر ضائع ولی دم بڑھ جانے کی لالچ میں تباہ کر دینے والے نہیں رہتے۔

یہاں بیٹھے مقدمہ بازی اور پیچ میں پاؤں رکھنے کی سعی کرنے والے موجود نہیں ہیں۔

یہاں فتح علی خان بھی نہیں ہیں نشاط علی خان بھی نہیں ہیں۔

حسین کی مسجد یہاں نہیں۔ وقف یہاں والا یہاں نہیں ممتاز العلماء جناب سید محمد تقی مرحوم کا امام باڑا یہاں نہیں تال کٹورے کی کربلا نہیں۔ حضرت عباس کی درگاہ نہیں تخت کا قانون یہاں نہیں جو دل کا ملاقہ یہاں نہیں جسٹس مولوی کرامت حسین مرحوم سے عدالت یہاں نہیں ہو سکتی بلکہ حیدر قتل یہاں نہیں بنتے۔

(۲) کیا زحل اور مریخ کے باشندے بھی مولوی بازی کی بلا میں مبتلا ہیں اور وہاں بھی مولویوں کے شرعی اور مسلکی اختیارات اتنے ہی وسیع ہیں جتنے کہ روئے زمین پر؟

(۳) وہاں عملداری کس کی ہے؟

اگر کرۂ مریخ اور کرۂ زحل بھی آفات ارضی میں مبتلا ہے تو واللہ اس کا پتہ کر کے وہیں پہونچنا چاہیے۔ خاکی نژاد بنی آدم مریخ کو خونریزی کا رب النوع اور زحل یعنی سنیچر کو بڑی نحوست کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہم تو اپنے عزیز راجہ سلیم پور کو اونٹ پر سوار ہو کے وہاں نہ جانے دیجئے۔ وہ دوسروں کو اپنے فعل کا اختیار ہے۔

[illegible]

نظام گزٹ

حیدرآباد دکن سے ایک ہفتہ وار پرچہ صاحب نے باسم گرامی "نظام گزٹ" نمبر روز فرمایا ہے۔ اسکے سر پر حضرت نظام دکن کی نعتیہ غزل ہے اور غزل کے بعد شبیہ مبارک ہے۔

ہر پرچے کی ابتدا خدا کے نام سے نہیں بلکہ ایک مہمل شعر سے ہوتی ہے جسکے معنے مدیر صاحب ہی سمجھ سکتے ہیں۔

سعی بیہم ہے ترازوئے کم و کیف حیات
تیری میزان ہے شمار سحر و شام ابھی

ان بے ربط الفاظ کی نثر بنا کے دیکھیے۔ فرماتے ہیں زندگی کی مقدار اور کیفیت کی ترازو "مسلسل کوشش" ہے۔ تیری ترازو ابھی صبح اور شام کا شمار ہے۔

شاعر صاحب بیچارے شاید اتنا بھی نہیں جانتے کہ عدد یعنی شمار سحر و شام کے بعد آلۂ وزن کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر "میزان" حسابی اصطلاح ہے تو وہ "ترازو" کے مقابل نہیں۔ پہلی ترازو کے (سعی بیہم) کے دو پلڑے ہیں۔ کم حیات (حیوۃ) اور کیف حیوۃ "کم" عرض قابل انقسام لذاتہ ہے اور "کیف" کا مقتضے قسمت نہیں دو نو پلڑے بے جوڑ ہیں۔ علی ہذا القیاس دوسری ترازو کا پہلا پلڑا "کم" ہے جو ترتیب میں "سحر" کے مقابل ہے اور دوسرا "کیف" ہے جو مقابل "شام" ہے۔ یہ دونو کم متصل غیر قار سے علاقہ رکھتے ہیں۔

اگر معانی الفاظ ہی سے پیدا ہوتے ہیں تو ان اصطلاحوں سے کوئی مطلب پیدا کر کے دکھائیے۔ فلسفیانہ اصطلاحات کو بے محل استعمال کرنے والا فلسفی نہیں ہو سکتا۔ لوگ اپنے دل میں اس شعر کے یہ معنی سمجھے ہونگے کہ اگر "کم و کیف حیوۃ" سے لطف اوٹھانا چاہتے ہو تو سعی کرو صبح شام کی گنتی گننے سے کچھ نہ ہوگا۔ لیکن اصطلاحات کے استعمال بے جا بلکہ خواہ مخواہ کی ٹھونس ٹھانس اور زندگی ترازو بے اٹکل شاعر کے ہاتھ میں پڑ کے مطلب خبط ہو گیا اور الفاظ نے معانی کی طرف سے پیٹھ موڑ لی۔ بہرحال بسم اللہ ہی غلط ہے۔

یہ پہلا نمبر ہے۔ مدیر صاحب کو انتخاب مضامین اور عنوان کی درستی میں زیادہ سلیقہ صرف کرنے کی ضرورت تھی۔

باقی مضامین ردی ہیں۔ امید ہے کہ حسن صورت کیطرح آئندہ نمبروں کے مضامین حسن معنی اور فوائد کے لحاظ سے اچھے ہونگے اعلیٰ تعلیم پائے ہوئے کار پردازوں سے ترقی کی امید ہے۔

سالانہ قیمت ۷ ؎ چار مینار حیدرآباد دکن ملنے کا پتا ہے۔

الانصار "دیوبند"

آجکل "تبلیغ" اور "شدھی" کے علاوہ کوئی دلچسپ شغل باقی نہیں چنانچہ یہ پرچہ بھی مسلمانوں کے مخصوص مصالح کا حامل ہے۔ صورت بھی اچھی ہے۔ فضلائے دیوبند کے جوار سے نکلا ہے۔ تین روپیہ سالانہ قیمت ہے۔ ہفتہ وار شائع ہوگا۔ رفیق دلاوری صاحب اسکے اڈیٹر ہیں۔

زلزلہ "دہلی"

روزانہ ۱۸ - ۲۲ کا ایک پورا تختہ پر شائع ہوتا ہے ہندو دکن کا مقابلہ اسکی بنیادی امیت ہے جا زور بھی ہے مذاق بھی۔ اتنا مقبول ہے کہ دو پیسے قیمت ہے۔

مگر دہلی کے شوقین جب پرچہ بازار میں کم رہ جاتا ہے تو چار پیسے نہیں چار آنے دے کے مول لیتے ہیں ایک ہی رہ جاتا ہے تو حریف خریدار فرط شوق سے آپس میں لڑنے لگتے ہیں باہمی مروت متزلزل ہو جاتی ہے ڈاکٹر شفیع احمد صاحب پی ایچ ڈی اسکے ادیب ہیں۔ کوچہ قطب الدین دہلی مقام اشاعت ہے۔

راقم - خاکسار اودھ اخبار

منطق آرا بیگم بنام وسیرائے

(نمبر ۳)

لاٹ صاحب :

ولایتی کمیشن کی سانتا روز ہن میں جیسا کہ میں اپنے دوسرے خط میں کہہ چکی ہوں سب کے سب حکومت کے طرفدار ہیں۔ اور کھلے طرفدار ہیں۔ کمیشن کے واسطے اقبال لندو رام حوم کی طرح حکومت ہند نے کوئی مصنوعی والد جو گاندھیوں کی سیر بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تجویز نہیں کیا۔ نہ یا انگلستانی پارلیمنٹ نے کوئی ایسا ممبر بھی نہیں بنایا جو بغداد کی جوان کی طرح معصی خیال ہندوستانیوں کا دل موہ لے۔ ان تمام باتوں پر طرہ یہ ہوا کہ شاہی کمیشن کے متعلق نواب کی بیگم کا رزولیوشن (جنھیں یہاں کے دل لگی باز نواب قدر بیگم کہتے ہیں حالانکہ یہ خود ہی عجیب بیگم ہیں) پاس ہو گیا کسی نے چون نہیں کی۔ انگلستان کے مزدوروں کی اور میری کوشش بھی رائیگاں ہوئی۔ اب فکر کے قابل یہ بات ہے کہ یہ میں جانتی ہوں جب یہ دستی نازل ہو جائینگے اور انکی بات کوئی نہ پوچھیگا تو انکی کارروائی اور انکی رپورٹ کس طرح جاری ہو کر [illegible] سکینگی۔ تمہاری جگہ کوئی عورت ہوتی تو ایسی ایسی تجویز نہ ہونے پاتیں [illegible] مجھ کو تعجب تھا کہ کوئی عزت [illegible] بگڑی ہوئی بات اپنی علمی شان سے زیادہ [illegible] صورت [illegible] واپس آتی [illegible] بھلائی سے [illegible] حاصل کرتی۔

خلیفہ ہارون رشید کا زمانہ تھا بغداد کی زینت جوانی پر تھی دور دور سے لوگ بیچ بیوپار کرنے یہاں آتے اور مالا مال ہو کے جاتے۔ قضائے کار ایک بصرے کا سوداگر بچہ نازوں نعمتوں منتوں مرادوں کا پالا ماں کے کلیجے کی ٹھنڈک باپ کی آنکھوں کا تارا حسین خوبصورت بھولا بھالا سپاہی کی ملک میں لاکھوں روپیہ کا مال لے کے بغداد پہونچا۔ مال تال کارواں سرا میں چھوڑ کے خود اپنے رہنے کے لائق مکان تلاش کرنے نکلا۔ کئی محلوں میں ڈھونڈھنے کے بعد ایک نہایت عمدہ سنگ مرمر کی بارہ دری خالی نظر آئی جو ایک جوانمرد کی ہمت اور سخی کے دل کی طرح بلند اور وسیع جسکی محرابیں دولھن کی پیشانی کو شرماتیں جسکے سنہرے پائے اور سڈول بازو حسینوں کی جوشن دار بانہوں سے ٹھوکر کے مقابلہ کرنے کو موجود۔ دریچے اس محلے والوں سے پوچھا کہ یہ مکان کس کا ہے اور کرایہ پر مل سکتا ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ مدت سے ویران ہے کوئی اس میں نہیں رہتا جو کوئی اس میں رہا کچھ دنوں کے بعد مر کے نکلا۔ اب مکان کا مالک اسے کرایہ پر نہیں دیتا۔ سوداگر بچے نے کہا بھائی دنیا کا یہی حال ہے آدمی زندہ آتا ہے اور مر کے جاتا ہے۔ مرنے سے کیا ڈرنا۔ تم مجھے صاحب خانہ کا نشان بتا دو اب تو میں اسی گھر میں رہوں گا۔ گھر کے مالک نے بہت سمجھایا کہ خدا سے ڈرو۔ تم ابھی بچے ہو۔ اپنی جان جوانی پر ترس کھاؤ اپنے ماں باپ کا خیال کرو زیادہ ضد نہ کرو۔ جتاؤ اس مکان میں آسیب ہے کئی وارداتیں ہو چکی ہیں کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو۔ مگر سوداگر بچہ برابر اصرار کرتا رہا آخر اوسنے کبھی مکان کی حوالگی اور محلے والوں کے دستخط سے دستاویز لکھوائی کرایہ کچھ نہ ٹھہرا اگر ہو تو [illegible] سوداگر بچے نے دستخط دے کر جیب میں رکھی۔ کارواں سرا سے مال اسباب نوکروں چاکروں کو لے کے اسی گھر میں اٹھوا لایا۔ مکان [illegible] جنت کا ٹکڑا تھا وہ بیٹھے بیٹھے [illegible]

اور عیش کے ساتھ بسر ہوی کوئی حادثہ رونما نہ ہوا۔ اتفاق ایک مرتبہ سوداگر بچہ شام کو چبوترے پر کرسی بچھائے راہ کا تماشا دیکھ رہا تھا ایک بڑھیا بی پاس ہو کے گزریں۔ اللہ رے خمیدہ کمر بڑی بی کے ہاتھ میں ہزار دانہ تسبیح تھا کہ شیطان کی ساگرہ کا تار [illegible] منہ پر [illegible] تھا کہ دنیا بھر کے گناہوں کی فرد قد بالکل [illegible] مشکی میں جریب گویا عمرانی کا اعلان ہر قدم پر اللہ اکبر کا نعرہ۔ ہر سانس میں یا ہو کا ورد۔ بڑی بی نے جریب کے سہارے چبوترے کے پاس ٹھہر کے دم لیا تو خوبرو سوداگر بچہ کی صورت دیکھی پھر پڑھ کے بلائیں لیں دعائیں دیں پیشانی چومی اور صورت کی تعریفیں کرنے لگیں۔

اے تم جیو۔ اپنی جوانی کا سکھ دیکھو۔ میں قربان اوس بچا کو ان پر جیسے ایسا چاند جنا۔ سبحان اللہ چاند میں میل ہے تجھ میں میل نہیں۔ کیوں میاں صاحبزادے تم اس گھر میں کب سے رہتے ہو؟

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

کے

سالانہ جلاس ۱۹۲۸ء [illegible]

[illegible]

[illegible] آنریری سکریٹری آل انڈیا ایجوکیشنل [illegible]

[illegible] اسٹریٹ مدراس


پردۂ استبداد
پیشن کا ڈولا
«ہمرا لاڈو میری پالکی مین کنڈے پیچھے جا اؤن»
«ٹمٹم ڈولی - ٹمٹم ڈولی ....»
بائیکاٹ

سوداگر بچہ نے خیال کیا کہ شاید بڑھیا کچھ طالب ہے ایک اشرفی جیب سے نکال کے بڑی بی کے ہاتھ دھری اور جواب دیا "امی جان میں یہاں دو مہینے سے مقیم ہوں" بڑی بی حیران ہو کے بولیں "شاید تم نے اس گھر کے بالا خانے کی سیر نہیں کی جو یوں امی جی سے ہشاش بشاش بیٹھے ہو۔ دیکھو میاں میری نصیحت گرہ میں باندھ لو۔ خبردار کبھی کوٹھے پر نہ جانا۔ اور اگر کوٹھے پر جانا تو برج پر نہ چڑھنا۔ برج پر چڑھو بھی تو بیگم کی طرف جوہری محلہ ہے ادھر نہ دیکھنا۔ اچھا خدا حافظ اب میں جاتی ہوں نماز کا وقت قریب ہے۔"

قاعدہ ہے کہ جس بات کی مناہی کرو انسان ادبدا کے وہی کرتا ہے۔ سوداگر بچے کے پیٹ میں چوہے چھوٹے کہ برج پر چڑھنے کو اپنے کیوں روکا۔ وہاں کیا اسرار ہے۔ آخر تاب نہ رہی اور سیدھا کوٹھے پر چلا گیا۔ کوٹھا خوب ہوادار تھا دور تک شہر کے مکان وہاں سے نظر آتے تھے۔ تھوڑی دیر تک ٹہلتا رہا پھر دل نے ستایا تو خدا کا نام لے کے برج کے زینے پر قدم رکھا۔ سیڑھیاں طے کیں برج پر پہنچ کے چاروں طرف دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے ایک چھوٹی سی حویلی پر نظر پڑی حویلی چھت پردے فرش فروش شیشہ آلات سے آراستہ تھی اور اس میں ایک عورت نہایت قبول صورت مسند تکیہ لگائے بڑے ٹھسے کے ساتھ بیٹھی تھی۔ سوداگر بچہ صورت دیکھتے ہی ہزار جان عاشق ہو گیا بیچارہ بہت دیر تک کھڑا ہوا آنکھیں سینکتا رہا جب تاریکی ہو گئی مجبور کوٹھے سے نیچے آیا۔ بستر پر گر کے ہائے وائے کرنے لگا۔ اب سمجھ میں آیا کہ مکان میں آسیب واسیب کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ دو چار کرایہ دار عشق میں مبتلا ہو کے مر گئے ہیں بس مکان منحوس مشہور ہو گیا۔ خدا اس لگانے والی کو غارت کرے جیتے بیٹھے بٹھائے جان کو روگ لگایا خیر شب گذری دن گزرا قریب شام بڑی بی کے اشتیاق میں پھر باہر کرسی بچھائی۔ بڑھیا مردار اوسی طرح سے پھر نمودار ہوئی۔ سوداگر بچے کی صورت دیکھ کے ہنسی اور کہنے لگی "میاں تم نے آخر میری بات نہ مانی" سوداگر بچہ جلا ہوا بیٹھا تھا بھر گیا۔ خنجر ہاتھ میں لے کے بڑی بی کی طرف جھپٹا اور کہا "چڑیل تو نے خواہ مخواہ دل میں آگ لگائی اب خیریت اسی میں ہے کہ اس نازنین سے ملاقات کا بندوبست کر نہیں تو اپنی جان اور تیری جان ایک کر دوں گا" بڑی بی نے مارے ڈر کے پاجامہ بگڑ[illegible] وعدہ کیا قسمیں کھائیں تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں۔ روپیہ دنیا کا مشکل کشا ہے۔ کچھ خرچ کرو تو کام بنے۔ سوداگر بچے نے پچاس اشرفیاں بڑی بی کے حوالے کیں اور کام شدہ ہو جانے پر انعام اکرام کی امید دلائی اس مردار کٹنی نے کہا کہ یہاں سے تھوڑی دور جوہری بازار ہے بازار میں فلاں مقام پر ایک جوہری کی دکان ہے یہ شیشہ اور جواہر کی تجارت کرتا ہے تم ہزار اشرفیاں لے کے اوسکے پاس جاؤ اور ایک نہایت عمدہ دوشالا مول لے کے میرے پاس آؤ۔ یہ شخص شاہی جوہری اور بہت عزت دار آدمی ہے۔ خلیفہ اسے بہت مانتا ہے۔ تم بہت انکسار کے ساتھ اس سے ملنا۔

سوداگر بچے کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ فوراً اشرفیاں لے کے جوہری کی دکان پر گیا سیکڑوں دوشالے دیکھنے کے بعد ایک دوشالہ پانسو اشرفیاں کے مول لیا۔ بڑی بی گھر پر موجود تھیں انھوں نے دوشالہ ہاتھ سے لیا انگیٹھی منگوائی سہاگی بخور عود عنبر کی دھونی دی اور ایک چنگاری [illegible] کے دوشالے کے کونے پر رکھ دی داغ پڑ گیا یہ امانت بغل میں دبا کے چل کھڑی ہوئیں اور کہتی گئیں اب میں پرسوں آؤنگی تم پریشان نہ ہونا۔ یہ کہکے تسبیح کھٹکھٹاتی سیدھی جوہری کے مکان پر پہونچیں "اللہ ہو" کا نعرہ لگایا۔ پیچھے سے ڈیوڑھی میں قدم رکھا۔ ڈرتے ڈرتے صحن میں آئیں [illegible] سے کہی "اے بی اللہ کرے تم دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو۔ میری نماز کا وقت جاتا ہے۔ ایک تھوڑا سا پانی وضو کے واسطے دیدو اور کوئی پاک جگہ بتا دو کہ میں گنہگار بندی اپنے خدا کی عبادت کروں اسکا ثواب اوس جہان میں ملیگا" آواز بیگم صاحب نے سنی ایک خدا رسیدہ (شیطان کی نانی) کو تسبیح ہاتھ میں لیے دیکھا اور کہا آؤ بڑی بی اطمینان سے نماز پڑھ لو۔ بڑی بی کٹنی وضو کر کے فرش پر کھڑی ہوئیں ایک ہی رکعت پڑھی تھی کہ نماز توڑ ڈالی بیگم نے پوچھا خیر تو ہے؟ کہنے لگیں "بیٹی مجھے اس فرش پر نجاست کا شک ہوتا ہے۔ خدا تمہیں آباد رکھے [illegible] خاوند تمہارا [illegible] کسی کا منہ نہ دیکھے۔ مجھے کوئی پاک جگہ بتا دو اس فرش پر لونڈیاں باندیاں آتی جاتی ہیں جہاں تم آرام کرتی ہو مجھے اجازت دو کہ وہیں نماز پڑھ لوں۔" بیگم نے اپنے شوہر کی خوابگاہ کی طرف اشارہ کیا۔ بڑی بی نے دیکھا کہ عمدہ قالین بچھا ہوا ہے۔ پلنگڑی [illegible] آراستہ ہے۔ بغل سے دوشالہ نکال کے پلنگ کے نیچے رکھ دیا۔ جھوٹ موٹ کی دو چار ٹکریں لگا کے برقع

سمن واسطے قرار داد امور تنقیح طلب

(آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵)

نمبر مقدمہ ۱۳/۵۱ سنہ ۱۹۲۶ء

عدالت منصفی غربی ضلع الہ آباد۔

محمد رضا عرف [illegible] عمر [illegible] سال ولد [illegible] قوم شیخ ساکن [illegible] مدعی

بنام

۱- شیخ عبدالرزاق [illegible] عمر [illegible] سال ولد [illegible] ساکن [illegible]

۲- شیخ [illegible] اللہ عمر [illegible] سال ولد [illegible] ساکن [illegible]

[illegible] .... مدعا علیہم

چونکہ مدعی نے تم پر ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تاریخ [illegible] ماہ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء بوقت دس بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو [illegible] حاضر ہو کر جواب دہی دعویٰ کی کرو [illegible]

[illegible] ہو۔

تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ [illegible]

[illegible] آج بتاریخ [illegible] ۱۹۲۶ء

[illegible]

سنبھالا اور دعائیں دیتی ہوئی یہ چل وہ چل۔
اب سنیے کہ تھوڑی رات گئے جوہری صاحب شاہی دربار سے واپس آئے۔ کھانا کھایا مسند پر بیٹھے نگاہ دوشالے پر جا پڑی کلیجا دھک سے ہو گیا اولٹ پلٹ کے دیکھا تو وہی چیز تھی جسے آج اونھون نے سوداگر بچے کے ہاتھ بیچا تھا۔ دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ یہ مال مخصوص میری دکان کے سوا اور کہین موجود نہین یہان کیونکر آیا کہین بیگم صاحب نے حرمت کو داغ تو نہین لگایا ہو ہو اونکے آشنا صاحب نے جو نہایت حسین طرحدار ہین تحفہ مین دوشالا دیا ہو۔ پھر بیگم سے دوشالے کے بارے مین سوال کیا۔ بیگم نے کانون پر ہاتھ رکھے کہ خدا جانتا ہے مینے یہ چیز بجز اس وقت کے اور کبھی نہین دیکھی مگر یہ تسلیم کے قابل عذر نہ تھا۔ مسلمانون مین دستور ہے کہ بغیر چار آنکھون دیکھی گواہیون کے اس قسم کی تہمت کسی پر نہین رکھ سکتے۔ غیرت بار بار غصہ دلاتی تھی کہ گردن جدا کردو۔ ایسی حالت مین جوہری نے بیگم سے بات ٹال کے کہا کہ تمھاری مان کی طبیعت اچھی نہین ہے تم فوراً وہان جاؤ مرتے دم مان کو صورت دکھا دو۔ بیگم گھبرا کے پینس سوار ہو گئین جوہری صاحب نے ساتھ ہی تمام ضرورت کی چیزین اور پوشاک کی گٹھریان بھی بیگم کے گھر بھیجدین اور لونڈی کی زبانی پیام دیا کہ تھوڑے دنون بیگم وہین رہین مجھے ایک ضروری کام ہے۔ فراغت کے بعد بلوا لونگا۔ بیگم بیچاری آئین تو مان کو صحیح سالم پایا حیران ہوئین کہ یہ کیا آفت آئی میرا کیا قصور ہے۔ اس حیلے کا کیا سبب کیا ہے مگر بات سمجھ مین نہ آئی۔ مان نے دلاسا دیا کہ غصہ اوتر جائے تو پھر میل کروا دیا جائیگا۔

ادھر بڑی بی کسی گھر بیٹھی رہین ایک دن [illegible] بیگم کے میکے ہو گئین بیگم کی مان سے بڑی جان پہچان تھی [illegible] [illegible]

معلوم ہو تو بتائے۔ دوشالے کو پھر جوہری کی بی بی کے گھر مین ٹانک آیا۔ بڑی بی نے موقع پا کے بستر [illegible] بے گمان دوشالا ادھر رکھ دیا دوشالے کی مالک آئی تو دیکھا تھا بات گئی گزری ہوئی بڑی بی نے سوداگر بچے کے گھر کا راستہ لیا اور تسلی دی کہ ایک اشوا سے صبر کرو۔ دیر آید درست آید۔ اور اپنی منہ بولی بہن کے یہان آنے جانے مین زیادتی کردی۔ دن بھر مین چار پھیرے کرتین اور ہر بار کسی نہ کسی [illegible] تعویذ کوئی گنڈا لیجاتین کہ جاتین کہتین لڑکی کی مصیبت پر دو تین راتون کو قرآن پڑھ پڑھ کے پھونکتین عمل پڑھتین دو چار روز مین اپنی محبت کا نقش لیلی مان کی چھاتی پر جما دیا۔ ایک دن آئین اور ہاتھ جوڑ کے لڑکی کی مان سے کہنے لگین کہ بہن اوس بندی کی ایک ہی لڑکی ہے جسکا آج اوسکے فرض سے ادا ہوتی ہون۔ تم سے تو کہہ نہین سکتی کہ گھر آ جاؤ لڑکی کی شادی مین شریک ہو البتہ صاحبزادی اگر رات بھر کیلئے میرے جھونپڑے مین تشریف لے چلین تو [illegible] کوئی مہمان گھر مین نہین ہے صاحبزادی کا جی بہل جائیگا اور اس بندی پر احسان بھی ہوگا۔ جوہری کی ساس نے پہلے تو عذر کیا پھر [illegible] [illegible] اور بڑی بی سے اوسکے بعد اجازت دی [illegible] مین بھیجا جائے [illegible] جاتی گئی تو وہ [illegible] لڑکی نے بناؤ سنگار کیا اور بڑی بی کے ساتھ چل دی [illegible] سوداگر بچہ بیٹھا [illegible] بیٹھا تھا جیسے ہی دونون جا پہونچین آگے بڑھ کے استقبال کیا۔ بیگم صاحب جھکین قدمون پر سر رکھا [illegible] کا عالم۔ اور کہا حسن خیال [illegible] رات کا سناٹا [illegible] [illegible]

آؤ بی دو دو [illegible] کٹنی کیسی مجلس گرم ہوئی اور سوداگر بچے سے کہا کہ میان جائے بس ہوا یہین مطلب [illegible] کا ہاتھ تھا اور [illegible] [illegible] کہ بات مین تمے مجھے یہ [illegible] کا بیان دین۔ صاحبزادی [illegible] پاک خدا رسیدہ [illegible] معافی مانگو۔ توبہ کرو۔ اور ایسی [illegible] ہون۔ [illegible] سوداگر بچے نے کہا کہ اب میں [illegible] گھر پھر آباد کرنا چاہیے دیکھو تم جوہری کی دکان پر جانا [illegible] جب اودھر سے نکلون تو تم مجھے مغلظات کا بیان دینے لگنا اور کہنا [illegible] صاحبزادی میرا دوشالا [illegible] تھا تو [illegible] ایک دو [illegible] جیسے بھی [illegible] [illegible] نا توان آدمی ہون۔ سوداگر بچے نے یہی کیا۔ جوہری کی دکان پر بھیڑ لگ گئی پھر ایک شخص سوداگر بچے کو الزام رکھتا تھا کہ ایک غریب [illegible] بڑی بی نے [illegible] سوداگر صاحب کی ایک لونڈی ہے وہ دوشالے کو دھونے [illegible] اتفاق سے ایک [illegible] اترا۔ دوشالہ پڑا رہا داغ پڑ گیا۔ سوداگر صاحب نے کہا آج ہی بیچے [illegible] خرچ کے مول لیا اور آج ہی یہ چل گیا۔ [illegible] [illegible] دوشالا دیے جاتی تھی راستہ مین فلان مقام پر [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] دام [illegible] دوشالا نکال کے سوداگر کے سامنے رکھا۔ سوداگر نے اپنا مال پہچانا۔ داغ [illegible] درخواست کے ساتھ ہی رقت کے [illegible] صفائی [illegible] [illegible] [illegible]

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار مین صدہا انکی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب مین انکے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک گ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا ستار کی مدد سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نازش بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایہ ناز اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی للعہ فی جلد محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ